سلسلہ
مواعظ حسنہ
نمبر ۱۵۹

علاماتِ عاشقانِ خدا

شیخ العرب والعجم عارف باللہ مجددِ زمانہ حضرت اقدس مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب رحمۃ اللہ علیہ

خانقاہ امدادیہ اشرفیہ، گلشن اقبال کراچی

سلسلہ مواعظِ حسنہ نمبر ۱۵۹

علاماتِ عاشقانِ خدا

شیخ العرب والعجم عارف باللہ مجددِ زمانہ
حضرت اقدس مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب رحمۃ اللہ علیہ

حسبِ ہدایت وارشاد

حلیم الامت حضرت اقدس مولانا شاہ حکیم محمد مظہر صاحب دامت برکاتہم

بہ فیضِ صحبتِ ابرار یہ دردِ محبّت ہے
بہ اُمّیدِ نصیحت دوستو اسکی اشاعت ہے

محبّت تیرا صدقہ ہے ثمر ہیں تیرے نازوں کے
جو مَیں یہ نشر کرتا ہوں خزانے تیرے رازوں کے

انتساب

شیخ العرب والعجم عارف باللہ مجددِ زمانہ حضرت اقدس مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب رحمۃ اللہ علیہ

کے ارشاد کے مطابق حضرت والا رحمۃ اللہ علیہ کی جملہ تصانیف و تالیفات

محی السنۃ حضرت مولانا شاہ ابرار الحق صاحب رحمۃ اللہ علیہ

اور

حضرت اقدس مولانا شاہ عبد الغنی صاحب پھولپوری رحمۃ اللہ علیہ

اور

حضرت مولانا شاہ محمد احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ

کی

صحبتوں کے فیوض و برکات کا مجموعہ ہیں

ضروری تفصیل

وعظ : علامات عاشقانِ خدا

واعظ : عارف باللہ مجددِ زمانہ حضرت اقدس مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب رحمۃ اللہ علیہ

تاریخ وعظ : ۲ جمادی الثانی ۱۴۱۸ھ مطابق ۱۴ اکتوبر ۱۹۹۷ء، بروز ہفتہ

مقام : ماریشس

مرتب : جناب سید عمران فیصل صاحب (خلیفہ مجاز بیعت حضرت والا رحمۃ اللہ علیہ)

تاریخِ اشاعت : ۴ جمادی الثانی ۱۴۳۷ھ مطابق ۱۴ مارچ ۲۰۱۶ء بروز پیر

زیرِ اہتمام : شعبہ نشر و اشاعت، خانقاہ امدادیہ اشرفیہ، گلشن اقبال، بلاک ۲، کراچی

پوسٹ بکس: 11182 رابطہ: +92.21.34972080، +92.316.7771051

ای میل: khanqah.ashrafia@gmail.com

ناشر : کتب خانہ مظہری، گلشن اقبال، بلاک ۲، کراچی، پاکستان

قارئین و محبین سے گزارش

خانقاہ امدادیہ اشرفیہ کراچی اپنی زیرِ نگرانی شیخ العرب والعجم عارف باللہ حضرت اقدس مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب نور اللہ مرقدہٗ کی شایع کردہ تمام کتابوں کی ان کی طرف منسوب ہونے کی ضمانت دیتا ہے۔ خانقاہ امدادیہ اشرفیہ کی تحریری اجازت کے بغیر شایع ہونے والی کسی بھی تحریر کے مستند اور حضرت والا رحمۃ اللہ علیہ کی طرف منسوب ہونے کی ذمہ داری خانقاہ امدادیہ اشرفیہ کی نہیں۔

اس بات کی حتی الوسع کوشش کی جاتی ہے کہ شیخ العرب والعجم عارف باللہ مجدد زمانہ حضرت اقدس مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب نور اللہ مرقدہ کی کتابوں کی طباعت اور پروف ریڈنگ معیاری ہو۔ الحمدللہ! اس کام کی نگرانی کے لیے خانقاہ امدادیہ اشرفیہ کے شعبۂ نشر و اشاعت میں مختلف علماء اور ماہرین دینی جذبے اور لگن کے ساتھ اپنی خدمات سر انجام دے رہے ہیں۔ اس کے باوجود کوئی غلطی نظر آئے تو ازراہ کرم مطلع فرمائیں تاکہ آیندہ اشاعت میں درست ہو کر آپ کے لیے صدقۂ جاریہ ہو سکے۔

(مولانا) محمد اسماعیل
نبیرہ و خلیفہ مُجاز بیعت حضرت والا رحمۃ اللہ علیہ
ناظم شعبۂ نشر و اشاعت، خانقاہ امدادیہ اشرفیہ

عنوانات

علاماتِ عاشقانِ خدا

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَکَفٰی وَسَلَامٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی،اَمَّا بَعْدُ

حفاظتِ نظر مؤمن کا قیمتی سرمایہ ہے

مجلس کے شروع میں عارف باللہ حضرت اقدس مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب کے یہ اشعار پڑھے گئے۔

داغِ حسرت سے دل سجائے ہیں
تب کہیں جا کے ان کو پائے ہیں

ان حسینوں سے دل بچانے میں
میں نے غم بھی بہت اٹھائے ہیں

حضرت والا نے ان اشعار کی تشریح کرتے ہوئے فرمایا کہ یہ نہ سمجھو کہ اختر کے سینے میں دل نہیں ہے یا دل ہے تو اس میں عشق و محبت نہیں ہے، میرے دل کا ٹیسٹر ایسا ہے کہ اگر کسی کی شکل میں ایک ذرّہ بھی نمک ہوتا ہے تو فوراً میرے ٹیسٹر میں لائٹ جل جاتی ہے اور میں ہوشیار ہو جاتا ہوں کہ آگیا ایمان لیوا خطرہ۔ اس لیے کہتا ہوں کہ میرا سارا سرمایہ اللہ کے راستہ میں یہی نظر بچانا ہے، اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَ بِتَوْفِیْقِہٖ وَ بِفَضْلِہٖ وَکَرَمِہٖ جب اللہ تعالیٰ مجھے حسینوں سے نظر بچانے کی توفیق دیتا ہے تو فوراً میرے دل اور سینے میں حلاوتِ ایمانی کا دریا بہا دیتا ہے۔ اسی لیے کہتا ہوں کہ میں زیادہ کام یعنی زیادہ وظیفے نہیں بتاتا، مریدوں سے یہی کہتا ہوں کہ کام نہ کرو ولی اللہ ہو جاؤ، اور کون سے کام نہ کرو؟ گناہ کے کام۔ غیر اللہ سے نظر بازی، عشق بازی نہ کرو، بھئی! اللہ والوں سے عشق کرو۔

بتائیے! اس مجمع میں کسی کو کوئی معشوق یاد آرہا ہے؟ یہ مزہ جو اس وقت اللہ تعالیٰ نے ہم کو دیا ہے، میں ساری دنیا کو چیلنج کرتا ہوں کہ اگر یہ مزہ بادشاہوں کو بھی معلوم ہو جائے تو وہ کہیں گے چلو وہیں جہاں اللہ کی محبت کا بیان ہو رہا ہے۔ اور ان بادشاہوں کی کیا حقیقت ہے؟ پہلے ان کی کھوپڑی پر اپوزیشن کے ہزاروں جوتے لگتے ہیں پھر بادشاہ صاحب کے سر کے اوپر تاج اور نیچے تختِ شاہی آتا ہے، لیکن تختِ شاہی کے نیچے اپوزیشن کا ڈنڈا راتوں کی نیند حرام کیے ہوئے ہے جبکہ ہم لوگ جنگل میں، سمندر کے کنارے اللہ تعالیٰ کے نام کی برکت سے کیسے سکون سے ہیں، الحمدللہ۔

مشاہدہ بقدرِ مجاہدہ

جو صوفی، جو مفتی، جو مولوی اور جو پیر کہے کہ حسینوں کو دیکھنے کو بہت دل چاہتا ہے لیکن اللہ کے لیے غم اٹھاتا ہوں، دل کے کہنے پر عمل نہیں کرتا، دل کے خالق کے حکم کو سر پر رکھتا ہوں کہ مالکِ دل کا کیا حکم ہے؟ ہمارا دل مالک نہیں ہے مملوک ہے، غلام ہے، بندہ ہے بِجَمِیْعِ اَعْضَاءِہٖ یہ بندہ ہے، لیکن اس کو حقیر مت سمجھو، یہ سمجھو کہ یہ سب سے بڑا ولی اللہ ہے۔ جس کا دل ہی گناہ کرنے کو نہ چاہے تو اس کو گناہ سے بچنے میں کیا اجر ملے گا؟ وہ ظالم ہیجڑا ہے، مخنث ہے، اگر وہ کہتا ہے کہ مجھے حسینوں کی طرف التفات نہیں ہوتا اور ساری دنیا کے معشوق ہمیں ایسے معلوم ہوتے ہیں جیسے بجلی کا کھمبا تو سمجھ لو اس کے پاس کھمبا نہیں ہے، جس کا دل عاشقانہ ہو گا، مزاج رومانٹک ہو گا تو جتنا شدید تقاضے سے اس کا دل حسینوں کو دیکھنے کو چاہے گا اتنا ہی عظیم نور اس کے قلب میں پیدا ہو گا، مثلاً اگر اس کا تقاضا سو فیصد شدید ہے اور اس نے نظر بچائی اور سو فیصد غم اُٹھایا تو اس کے قلب میں سو فیصد نور پیدا ہو گا، اگر کسی نے پچاس فیصد غم اُٹھایا تو اس کو نور بھی پچاس فیصد ملے گا۔ غرض اللہ کے راستہ میں نفس کو جتنا غم پہنچے گا، روح کو اتنا ہی نور ملے گا، جب نفس کو غم ملتا ہے تو روح کو نور ملتا ہے، دونوں متوازی ہیں، نفس نے غم اٹھایا، روح نے چین پایا اور اللہ تعالیٰ نے نور عطا فرمایا۔ میرا شعر ہے ؎

ان حسینوں سے دل بچانے میں
میں نے غم بھی بہت اٹھائے ہیں

دیکھو! جب شیخ اپنا غم بیان کرتا ہے تو مریدوں کو تسلی ہوتی ہے کہ اس غم میں ہم اکیلے نہیں ہیں ہمارا پیر بھی شریک ہے، ہمارا پیر ہمارے غم میں شریکِ غم ہے ورنہ مرید تو بالکل مایوس ہوجائے گا کہ بھئی! پیر تو فرشتہ ہے، اس کے پاس تو کچھ ہے ہی نہیں، بالکل نِل (Nill) ہے، تو جب یہ نل ہیں تو ان کو اس غم کا کیا پتہ، ہم سے پوچھو کہ ہم کس مصیبت میں ہیں لیکن جب پیر بھی طوفانوں سے گزرا ہو تب وہ مریدوں کو سنبھال سکتا ہے کہ گھبراؤ مت تم کشتی چلاؤ، یہ طوفان ہے، تم ناخدا ہو یعنی خدائے ناؤ ہو، کشتی چلانے والے مَلّاح ہو۔

حسن اور عشقِ مجازی فانی ہیں

میرے شیخ شاہ عبدالغنی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے کہ کشتی چلانے والے کا نام ناخدا کیوں ہے؟ مَلّاح جو کشتی چلاتا ہے اصل میں اس کا نام خدائے ناؤ تھا، ناؤ کشتی کو کہتے ہیں یعنی یہ اس کشتی کا مالک ہے، لیکن خدائے ناؤ اضافت مقلوبی سے اُلٹ کر کے ناخدا ہوگیا۔ تو جب یہ ناخدا طوفانوں میں پھنس کر بار بار یاخدا! یاخدا! کہے گا کہ اے خدا! میری کشتی کو ڈوبنے نہ دے، تو کثرتِ نعرۂ یاخدا سے یہ باخدا ہوجائے گا، ساحل تک پہنچ جائے گا۔ میرے اشعار ہیں ؎

حسنِ فانی کے چکروں میں میرؔ
کتنے لوگوں نے دن گنوائے ہیں
شکل بگڑی تو بھاگ نکلے دوست
جن کو پہلے غزل سنائے ہیں

یہاں لفظ دوست بہت معنی خیز ہے، جن لوگوں نے ہندوستان میں دن گزارے ہیں وہ اس کو سمجھتے ہیں کہ ہر موقع کا دوست الگ ہوتا ہے، اس موقع پر جو لفظ دوست آیا ہے یہ طمانچہ ہے کہ بڑے عاشق بنتے تھے اب شکل بگڑ گئی، معشوق کے چہرہ پر لقوہ ہوگیا، اب اس کے حسن کا جلوہ دیکھا نہیں جاتا، اب اس سے کیوں بھاگتے ہو؟ یہ کیا بات ہے، بے وفا کہیں کا، سارے عاشقِ مجاز بے وفا ہیں، زندگی میں کہتے ہیں کہ ہم آپ پر جان دے دیں گے، میری جان، میرا مال سب کچھ لے لو لیکن جب اس معشوق کی شکل بگڑ گئی تو اب اسے ایک گلاس ٹھنڈا پانی پلانے

کے لیے تیار نہیں ہیں، پہلے جس کو مرنڈے پر مرنڈا پلارہا تھا اور غزل پر غزل سنارہا تھا۔

شکل بگڑی تو بھاگ نکلے دوست
جن کو پہلے غزل سنائے ہیں

میں کہتا ہوں کہ اگر غیر اللہ سے دل لگاؤ گے تو مغضوب اور ضالین ہو جاؤ گے، اللہ ہی پر مرو اور اللہ پر مرنے والوں کے ساتھ رہو تاکہ آپ کو نظر بچانے کے مزے میں آسانی بھی پیدا ہو اور لذت بھی حاصل ہو، مرگِ انبوہ جشنے دارد، جہاں کہیں بہت سے لوگ مرنے والے ہوں تو وہاں ایک میلہ لگ جاتا ہے اور کوئی غم نہیں ہوتا۔ تو اللہ پر مرنے والوں کے جلسوں میں شریک رہو، پھر نظر بچانے میں آپ کو مزہ آجائے گا۔

اہلِ عقل کون لوگ ہیں؟

دیکھیے! ہوائی جہاز میں بہت سے صوفی ہیں اور ایئر ہوسٹس جو چائے پلارہی ہے اس سے نظر بچارہے ہیں، یہ صوفیا اپنے مولیٰ کے بندے ہیں اور لیلیٰ سے اپنے کو بچارہے ہیں تو مولیٰ کو کتنا پیار آئے گا کہ یہ میرے اصلی بندے ہیں، یہ میرے خاص ہیں جو مجھ ہی سے دل لگائے ہوئے بیٹھے ہیں اور ان عورتوں کو دیکھتے بھی نہیں ہیں، نظر جھکا کر چائے مانگتے ہیں کہ ہم کو چائے چاہیے لیکن آپ کے حسن کو ہم نہیں دیکھیں گے کیوں کہ ہمارے نفس نے کوئی گارنٹی نہیں دی ہے کہ ہم کو بدنظری میں مبتلا نہیں کرے گا۔ بعض لیلائیں ایسی بھی ہوں گی جو آپ کو بے وقوف سمجھیں گی کہ یہ کہاں کے دقیانوسی لوگ ہیں جو میرے حسن کے بحرِ اوقیانوس میں غوطہ لگانے کے لیے تیار نہیں ہیں، دقیانوسی مُلّا کو میری لذتوں کا پتہ نہیں۔ لیکن آپ بدنامی کو برداشت کرلو، اگر وہ کہیں کہ یہ بالکل ہی بے وقوف لوگ ہیں تو اپنے دل میں تو یہ ہی کہیے کہ بے شک ہم بے وقوف ہیں۔ لیکن اصل میں بے وقوف اہلِ لیلیٰ ہی ہیں، یہ اولوالالباب نہیں ہیں۔ اور اہلِ مولیٰ عقل مند ہیں کیوں کہ اَلَّذِیْنَ یَذْکُرُوْنَ اللہَ[1] ہیں، اسی لیے یہ اُولُوا الْاَلْبَابْ ہیں۔

---

[1] اٰل عمرٰن: ۱۹۱

اللہ کے عاشقوں کی پہچان

مولانا سلیمان گھانچی صاحب نے حضرت والا کا یہ شعر پڑھا؎

مجھ کو جینے کا سہارا چاہیے
غم تمہارا دل ہمارا چاہیے

اس پر حضرت والا نے ارشاد فرمایا کہ ایک اللہ والے اور میرے شیخ ثانی مولانا شاہ ابرار الحق صاحب کے خلیفہ نے میرا یہ شعر ملتزم پر پڑھا، انہوں نے مجھے بتایا کہ آج میں نے ملتزم پر اللہ سے اللہ کا غم مانگا ہے۔ جس کو ایک ذرّہ اللہ کی محبت کا غم مل جائے وہ سارے عالم میں سب سے بڑا مال دار ہے۔ اگلا شعر ہے؎

اپنی آہوں سے درِ جاناں پہ میرؔ
اپنی بگڑی کو سنوارا چاہیے

اللہ کی چوکھٹ پر اللہ تعالیٰ کے سامنے سر رکھ دو، آہ وفغاں کرو اور روؤ، بس کام بن جائے گا ان شاء اللہ بگڑی بن جائے گی، اس کی تائید میں میرا ایک دوسرا شعر سنیے !؎

کیا ہے رابطہ آہ و فغاں سے
زمیں کو کام ہے کچھ آسماں سے

زمین سے مراد بندہ اور آسمان سے مراد خالقِ آسمان یعنی اللہ ہے۔ میرا شعر ہے؎

مجھ کو جینے کا سہارا چاہیے
غم تمہارا دل ہمارا چاہیے

یہ عاشقوں کی علامت ہے کہ سوائے محبوب کے اُن کو کوئی سہارا نہیں ملتا۔ اور اللہ کا عاشق کسے کہتے ہیں؟ ایک حدیث ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سَبَقَ الْمُفَرِّدُوْنَ ، مُفَرِّدُوْنَ سبقت لے گئے۔ آپ سے پوچھا گیا مُفَرِّدُوْنَ کون لوگ ہیں؟ تو زبانِ نبوت سے اس کی شرح سنیے، اس حدیث کی شرح خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

اَلَّذِیْنَ یَھْتَزُّوْنَ فِیْ ذِکْرِ اللّٰہِ[۲]

جو ذکر کرتے وقت کچھ حرکت میں آجاتے ہیں، جب بارش ہوتی ہے تو زمین پھولتی ہے، حرکت میں آجاتی ہے، تو معنیٰ یہ ہوئے کہ یہ وہ لوگ ہیں کہ اللہ کے نام سے ان میں حرکت پیدا ہوجاتی ہے۔ شیخ محی الدین ابو زکریا نووی رحمۃ اللہ علیہ شرح مسلم میں اس حدیث کی شرح کرتے ہوئے فرماتے ہیں اَیْ لَھِجُوْا بِہٖ[۳] یعنی خدا پر یہ ایسے عاشق ہیں کہ جھوم جاتے ہیں، والہانہ ذکر کرتے ہیں۔ یہ دلالتِ التزامیہ ہے کیوں کہ ذاکرین ہوں یا ذاکرات جو کثرت سے اللہ کا ذکر کرتے ہیں وہ اللہ کے عاشق ہیں اور اس کی دلیل یہ ہے کہ آدمی کو جس سے زیادہ محبت ہوتی ہے اسی کا زیادہ تذکرہ کرتا ہے۔

اور محبت یہ نہیں ہے کہ آدمی یہ کہے کہ اے میرے محبوب آپ کی خوشی پر میری خوشیاں قربان، لیکن ہم سے یہ نہ کہنا کہ تم کسی سے نظر بچاؤ، ہم حلوہ سموسہ کھائیں گے لیکن کسی کالی گوری ایئر ہوسٹس سے نظر نہیں بچائیں گے۔ یہ سچا عاشق نہیں ہے، یہ عاشقِ حلوہ، عاشقِ سموسہ، عاشقِ پاپڑ ہے کیوں کہ شیطان کے جھانپڑ سے اپنے کو نہیں بچاتا ہے، اور شیطان اس کو گناہ کرا کے جھانپڑ لگاتا رہتا ہے۔ اگر کسی کا عشقِ الٰہی دیکھنا ہو تو ایئر ہوسٹس کے سامنے دیکھو کہ اس وقت اس کا جغرافیہ اور اس کی تاریخ کیا رہتی ہے یعنی اس وقت وہ ان سے نظر بچاتا ہے یا نہیں۔

جغرافیہ اور تاریخ کے الفاظ مولوی کم استعمال کرتا ہے، میں نے مڈل پاس کیا ہے، جغرافیہ بھی پڑھا ہے، تاریخ بھی پڑھی اور جیومیٹری بھی پڑھی ہے، جس زاویے سے جو بیٹھتا ہے میں فوراً بتادیتا ہوں کہ یہ پینتالیس درجے کے زاویئے پر ہے، یہ نوّے درجے کے زاویے پر ہے، یہ ایک سو پچھتر درجے کے زاویے پر ہے، یہ زاویہ حادّہ ہے، یہ زاویہ قائمہ ہے، یہ زاویہ مُنفرجہ ہے، یہ اقلیدس کی اصطلاحات ہیں۔

اس وقت ماریشس کے سمندر کے کنارے میرا خیمہ لگا ہے اور میں یہاں ہزاروں میل

۲؎ شعب الایمان للبیہقی: ۳۸۹/۱، باب محبۃ اللہ عزوجلّ، بیروت

۳؎ شرح مسلم للنووی: ۱۷/۴، باب الحث علیٰ ذکر اللہ تعالیٰ، دار احیاء التراث، بیروت

دور پاکستان سے آیا ہوں، اگر ماریشس والوں کو اتنی بھی توفیق نہ ہو کہ وہ چند کلومیٹر سے آکر مجھ سے مل لیں تو ان کے پاس ہم کیا دردِ دل لے کر جائیں، اور رہ گیا یہ کہ ہمیں خود جانا چاہیے تو واقعی جانا چاہیے، اگر جان کمزور نہ ہو، صحت ہو، اور میری صحت آج کل ٹھیک نہیں ہے تو اس وقت دل چاہتا ہے کہ جو طالبین ہیں، طالبِ دردِ دل ہیں ان کو سمندر کے کنارے لے آیا جائے اور ہر مسجد میں اعلان ہو جائے کہ ایک دُرویش اپنا دردِ دل لے کر آیا ہے جس کو چوٹ ہو وہ جا کر ان سے ہلدی خرید لے، جیسے جسمانی چوٹ میں ہلدی پیس کر چوٹ پر لگاؤ تو فوراً فائدہ ہو گا، تو میں کراچی سے ایک خاص ہلدی لے کر آیا ہوں، اگر تمہیں تڑپ ہو کہ اللہ کی محبت کی کوئی بات سن لیں تو میرے پاس چلے آؤ، بس چند دن کا معاملہ ہے پھر تو میں واپس چلا جاؤں گا۔

نامحرموں کی نظر میں پسندیدہ بننے کی کوشش نہ کریں

تو یہ بات خوب یاد رکھو کہ جس کو کسی کی ولایت اور تعلق مع اللہ دیکھنا ہو تو اس کو ہوائی جہاز پر دیکھو جب ایئر ہوسٹس پوچھے کہ حاجی صاحب! ٹھنڈا پیو گے یا گرم؟ تو چوں کہ دونوں جائز ہیں، اس لیے وہ یہ تو کہہ سکتا ہے کہ پہلے مجھے ٹھنڈا پلاؤ بعد میں چائے پلاؤ مگر نظر نیچی کر کے اور آواز کو بھاری کر کے بات کرے۔ اور ایئر ہوسٹس کو دیکھ کر اپنا رومال یا اپنی ٹوپی یا داڑھی صحیح نہ کرے اور مونچھوں سے پسینہ بھی نہ پونچھے، اپنے جغرافیہ کو ویسے ہی رکھے کیوں کہ حکیم الامت حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ جو کسی حسین عورت یا حسین لڑکے کو دیکھ کر داڑھی ٹوپی ٹھیک کرے اور مونچھوں سے پسینہ پونچھے ؎

نہ ہم آئے نہ تم آئے کہیں سے
پسینہ پونچھئے اپنی جبیں سے

تو سمجھ لو کہ یہ اس معشوق کو خوش کرنے کے انداز ہیں، یہ سب نفس کی شرارت ہے، چشمہ صاف کرنا، ٹوپی صحیح کرنا، داڑھی پر ہاتھ پھیرنا کہ کہیں اُلجھی ہوئی تو نہیں ہے۔ یہ اس کے اُلجھنے کی دلیل ہے، جو داڑھی کی اُلجھن کو سُلجھا رہا ہے وہ اپنے کو اُلجھا رہا ہے۔ سلجھن کو اُلجھن کر رہا ہے۔ لہٰذا ایسے موقعوں پر آواز کو بھاری کرو، بھاری آواز سے بات کرو کہ مجھے چائے چاہیے لیکن اتنا زور سے بھی نہ کہو کہ وہ بے چاری ڈر جائے۔

اللہ تعالیٰ رزّاقِ جسمانی بھی ہیں اور رزّاقِ روحانی بھی

دیکھو! دنیا کے تین حصے پر پانی ہے اور یہ زمین گول ہے، نیچے کوئی کالم، ستون، کھمبا نہیں ہے، اتنا پانی، اتنا وزن اور یہ زمین کا گولہ یوں ہی بغیر ستون کے معلق ہے۔ اختر پوری دنیا کے سائنس دانوں کو للکارتا ہے کہ تم خلا میں دس کلو پانی لٹکا کر دِکھاؤ، جس کا کوئی ظرف نہ ہو، کوئی مٹکا نہ ہو اور اللہ نے کتنا پانی بغیر کسی سہارے کے خلا میں معلق کر دیا ہے، کوئی مٹکا نہیں ہے، کوئی ظرف نہیں ہے، اللہ کتنے بڑے خلاقِ عظیم ہیں اور یہ پانی پہاڑوں سے نکل کر سمندروں میں جاکر ختم ہوتا ہے، پھر جہاں یہ سمندر ختم ہوتا ہے آپ وہاں اکثر پہاڑ پائیں گے، پھر ان پہاڑوں پر سورج روشن کیا تاکہ میرے بندوں کو مفت میں روشنی کی سہولت ملے، بے چارے کہاں تک بجلی کا بل ادا کریں گے، اگر سورج نہ ہوتا تو دن میں بھی بجلی خرچ ہوتی اور ہم مشکل میں پڑ جاتے، تو دن بھر سورج روشنی کرتا ہے، سورج کی روشنی کا کوئی بل نہیں، بس تم عبادت میں سر رکھ لو یہ ہی ہمیں چاہیے، ہمیں مال نہیں چاہیے، ہم تمہاری تخلیق کے بعد اسبابِ زندگی اور اسبابِ تربیت کے ذمہ دار ہیں، تم کو ہم نے پیدا کیا ہے اور ہم تم کو رزق بھی دیں گے اور پالیں گے بھی۔ پیدا کرنا اور ہے، پالنا اور ہے، ہم تم کو وجود بھی دیں گے اور تمہارے وجود کی بقا کے لیے تمہیں رزق یعنی اقواتِ بدنیہ بھی دیں گے اور تم کو اپنی محبت کے لیے ارزاقِ روحانیہ بھی دیں گے اور ارزاقِ روحانیہ دینے والے بھی پیدا کریں گے یعنی مشائخ، پیر و مرشد بھی دیں گے۔ تو اللہ تعالیٰ نے ہم کو پالنے کے لیے سورج نکالا جو سارے عالم میں روشن ہو رہا ہے، اور چاند کے ذریعہ سمندر کنٹرول کر دیا ورنہ یہ پانی ماریشس کو ڈبو دیتا، چاند کے ذمہ سمندر کی لہروں میں مدّ و جزر پیدا کرنا ہے، اسی لیے جب چودہ تاریخ کا چاند ہوتا ہے تو سمندر کے پانی میں طوفان زیادہ رہتا ہے۔

ذوقِ عاشقی اور ذوقِ فاسقی میں فرق

جب آسمان کے چاند سے سمندروں میں طوفان ہے تو زمین کے چاندوں سے تمہارے دل کے سمندر کا کیا حال ہوگا؟ اگر چاند رہے مگر اپنے چہرہ پر نقاب ڈال دے تو سمندر میں طوفان نہیں ہوگا، یہ سمندر جب چاند کو دیکھتا ہے تب طوفان میں مبتلا ہوتا ہے۔ ایسے ہی یہ جو

زمین کے چاند چہرے ہیں یہ تمہارے قلب کی زمین پر طوفان اور طغیان برپا کردیں گے لیکن اگر ان سے نظر بچالی تو فوائد حاصل ہوجائیں گے، نظر بچانے سے حلاوتِ ایمانی کا فائدہ تو مل ہی جائے گا کیوں کہ اگر یہ حسین نہ ہوتے تو ہم حلاوتِ ایمانی کیسے پاتے؟ ان کا وجود ہمارے لیے ذریعۂ عطائے حلاوتِ ایمانیہ ہے۔ حسینوں کا وجود، نمکینوں کا وجود ذریعۂ حصولِ حلاوتِ ایمانی ہے، اگر یہ نہ ہوتے تو ہم کو ایمان کی مٹھاس اور اللہ کے راستے کا غم اٹھانے کا فیض کیسے ملتا، نماز، روزہ، حج، عمرہ اور دیگر عبادات کا شرف تو مل جاتا، لیکن اللہ کے راستہ میں غم اُٹھانے کا شرف کہاں سے ملتا؟ عاشق چاہتا ہے کہ میں اپنے اللہ کے لیے کچھ غم بھی اُٹھاؤں، کچھ کانٹے بھی ہوں جن سے پیر زخمی ہوں، لہولہان بھی ہوں، آبلہ پائی بھی ہو تاکہ میرا محبوب دیکھے کہ یہ بڑی مصیبت اٹھا کر میرے پاس آیا ہے۔ یہ ذوقِ عاشقی ہے، اگر یہ ذوقِ عاشقی نہیں ہے تو پھر ذوقِ فاسقی ہے، پھر وہ خالی حلوہ خور اور سموسہ خور ہے، اصلی عاشق، باوفا عاشق وہی ہے جو چاہتا ہے کہ میں اپنے محبوب کے راستہ میں اتنا غم اٹھاؤں کہ میرا محبوب بھی رونے لگے۔

وہ چشمِ ناز بھی نظر آتی ہے آج نم
اب تیرا کیا خیال ہے اے انتہائے غم

جو لوگ نظر بچا کر دل پر زخم کھارہے ہیں قیامت کے دن ان کے دل کا آفتاب دیکھنا اور ان کو جو شاباشی ملے گی اس کو دیکھنا۔ ایک شاباشی تو دنیا ہی میں مل گئی کہ ان کو حلاوتِ ایمانی سے اللہ تعالیٰ نے حضور مع المولیٰ کردیا، تارکِ لیلیٰ ہوئے تو حاضر مع المولیٰ ہوئے یعنی لیلیٰ سے فصل ہوا اور مولیٰ سے وصل ہوا۔ لیلیٰ سے وصل ہوتا ہے تو غسل واجب ہوتا ہے اور اس کی بیماری میں اس کا پاخانہ بھی اٹھانا پڑتا ہے، وہ کہتی ہے کہ کس بات کے لیے تم نے مجھ سے عاشقی کی تھی، اب میرا پاخانہ اٹھاؤ اور ہوا کھولنے کے بعد کہتی ہے کہ عود کا عطر بھی لگاؤ بھئی بڑی بدبو ہے۔ اپنی بدبو سے خود سڑ رہے ہیں، یہ کیسے معشوق ہیں؟ ایک ہمارا مولیٰ ہے جو ہر عیب سے پاک ہے۔

لَآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنْتَ سُبْحٰنَكَ کا عاشقانہ ترجمہ

لَآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنْتَ سُبْحٰنَكَ کا عاشقانہ ترجمہ سنو کہ آپ کے سوا ہمارا کوئی سہارا نہیں ہے، کوئی ہمارا نہیں ہے، آپ سُبْحٰنَكَ ہیں، تمام عیوب سے پاک ہیں لیکن ہم ایسے نالائق

ہیں، ایسے ظالم ہیں کہ آپ جیسے مولیٰ کو چھوڑ کر مرنے والوں پر مر رہے ہیں۔اِنِّیۡ کُنۡتُ مِنَ الظّٰلِمِیۡنَ[۱] ہم بہت بڑے ظالم ہیں۔ جو ایسے محبوب مولیٰ کو چھوڑ کر فانی چیزوں پر مرے کیا وہ ظالم نہیں ہے؟

آفتابا با چو تو قبلہ و امیم
شب پرستی و خفاشی می کنیم

پیش نور آفتاب خوش مساغ
رہنمائی جستن از شمع و چراغ

بے گماں ترکِ ادب باشد زِما
کفرِ نعمت باشد و فعلِ ھویٰ

علامہ جلال الدین رومی رحمۃ اللہ علیہ اللہ تعالیٰ کو خطاب کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ ہم کیسے تارکِ ادب ہیں کہ آپ جیسے آفتاب کے ہوتے ہوئے چراغوں کی روشنی کو ڈھونڈ رہے ہیں، چراغ سے رہنمائی حاصل کرنا چاہ رہے ہیں جبکہ آفتاب نکلا ہوا ہے، یہ آپ کی نعمت کی ناشکری ہے، یہ ہمارے نفس کی نالائقی ہے، خالقِ لیلائے کائنات اور خالق نمکیاتِ لیلائے کائنات کو چھوڑ کر ہم کہاں جارہے ہیں، جب ان شکلوں پر بڑھاپا آئے گا اور یہ شکلیں بگڑ جائیں گی تو ان سے گدھے کی طرح بھاگو گے، اس وقت تو آپا کہہ رہے ہو اور اس کے حسن کے پاپا پر چھاپا مار رہے ہو، لیکن ایک دن آئے گا جب تم اس کا بڑھاپا دیکھو گے۔ آپ نے ہم قافیہ الفاظ دیکھے! یعنی آپا، پاپا، چھاپا اور بڑھاپا، اللہ تعالیٰ نے اس فقیر کو اُردو کی عجیب لذیذ شان عطا فرمائی ہے۔ ابھی تو جس کو آپا کہتے ہو اور اس کا پاپا کھانے کے لیے اس پر چھاپا مارتے ہو لیکن ایک دن جب اس پر بڑھاپا آئے گا تب اس سے بھاگو گے اور اپنی جوانی پر روؤ گے کہ آہ! میں نے زندگی کہاں ضایع کی، اتنے دن میں اللہ پر فدا ہوتا تو کہاں سے کہاں پہنچتا اور کیا کیا پاتا۔ اور ان حسینوں سے کیا ملا؟ کچھ بھی نہیں۔

---

[۱] الانبیاء:۸۷

مراقبہ برائے استحضارِ عظمتِ الٰہیہ

تو یہ بتلارہا ہوں کہ اِس وقت ایک بہترین جغرافیہ ہے، سامنے سمندر موجود ہے۔ لٰہذا ایک مراقبہ بتاتا ہوں کہ آپ یہ سوچو کہ مجھے اللہ تعالیٰ نے خلا میں ایک تخت اور مصلیٰ دیا ہے اور زمین کا چوبیس ہزار میل کا گولہ میرے سامنے ہے، سمندر پہاڑ سب میرے نیچے ہیں اور میں اس تخت اور مصلیٰ پر دو رکعت نماز پڑھ رہا ہوں۔ اچھا ہم کو یہ زمین گول کیوں نہیں نظر آتی؟ اس کی مثال ایسے سمجھیے کہ ایک بہت بڑے فٹ بال پر ایک چیونٹی چلے تو اس کو پورا فٹ بال نظر نہیں آئے گا اس کو سارا فٹ بال ہموار سطح نظر آئے گا، تو زمین کے مقابلے میں ہم لوگ چیونٹیاں ہیں، افق پر جو آسمان زمین سے ملا ہوا نظر آتا ہے، یہی دلیل ہے کہ دنیا گول ہے اور سائنس دانوں نے بحری جہاز سے بھی اس کی گولائی کو سمجھ لیا ہے کہ جب کوئی جہاز سمندر میں دور سے نظر آتا ہے تو پہلے اس کا اگلا حصہ اس طرح کا نظر آتا ہے جیسے وہ نیچے سے اوپر کی طرف آرہا ہو پھر آہستہ آہستہ پورا جہاز نظر آنے لگتا ہے، تو وہ سمجھ گئے کہ دنیا گول ہے۔

تو یہ عالم سامنے رکھو پھر دو رکعت پڑھو کہ زمین کا چوبیس ہزار میل کا گولہ ہمارے سامنے ہے، اس سے اللہ تعالیٰ کی خلاّقیتِ عظمیٰ کا مراقبہ ہوگا اور پھر سورج، چاند اور ستاروں کا پورا نظامِ عالم ہے، اللہ کتنا بڑا مولیٰ ہے پھر ہماری خطاؤں کو معاف کرنا اس کے لیے کیا مشکل ہے۔ ایک مچھر نے ہاتھی کی کھال میں اپنا ڈنک چبھو دیا اور جب خون نہ ملا تو اس نے ہاتھی سے معذرت کی کہ میں خون کے لالچ میں آیا تھا لیکن خون بھی نہ ملا اور آپ کے ساتھ گستاخی بھی ہوئی، آپ کو تکلیف ہوئی، اس کے لیے مجھے معاف کردیجیے۔ ہاتھی نے کہا کہ مجھے تو پتہ ہی نہیں چلا کہ تو میری پیٹھ کے کس حصہ میں گھسا ہوا تھا۔ ہاتھی کو جو نسبت مچھر سے ہے اللہ تعالیٰ کی عظمت کے سامنے ہماری اور ہماری خطاؤں کی اتنی بھی نسبت نہیں ہے۔ حدیثِ پاک کی دعا ہے **يَا مَنْ لَّا تَضُرُّهُ الذُّنُوْبُ**[۵] اے خدا! میرے گناہوں سے آپ کو نقصان نہیں پہنچا اور نہ آپ ہمیں **رَبَّنَا ظَلَمْنَآ اَنْفُسَنَا وَاِنْ لَّمْ تَغْفِرْ لَنَا وَتَرْحَمْنَا لَنَكُوْنَنَّ مِنَ الْخٰسِرِيْنَ**[۶]

---

۵ شعب الایمان للبیہقی: ۵/۴۶۵ (۳۰۵)، ھذا دعاء ابی بکر الساسی، فصل فی قراءة القراٰن بالتفخیم، دار الکتب العلمیة، بیروت

۶ الاعراف: ۲۳

نہ سکھاتے۔ اس لیے کہتا ہوں کہ مناجاتِ مقبول کی ایک منزل روزانہ پڑھنے کی کوشش کرو۔ میرے شیخ شاہ عبد الغنی رحمۃ اللہ علیہ تو ساتوں منزل روزانہ پڑھتے تھے۔ آپ لوگ ایک ہی منزل پڑھ لو، اگر کوئی بہت ہی مشغول ہے یا بہت زیادہ دماغی کام کرنے سے دماغ میں تھکاوٹ آجاتی ہے مثلاً بخاری شریف پڑھا رہا ہے یا کوئی اور کام کر رہا ہے تو ایسا شخص وہ دعا پڑھ لے جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی تئیس برسوں کی دعاؤں کا مجموعہ ہے، یہ بہت آسان اور چھوٹی سی دعا ہے:

اَللّٰھُمَّ اِنَّا نَسْئَلُکَ مِنْ خَیْرِ مَا سَأَلَکَ مِنْہُ نَبِیُّکَ مُحَمَّدٌ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَنَعُوْذُ بِکَ مِنْ شَرِّ مَا اسْتَعَاذَ مِنْہُ نَبِیُّکَ مُحَمَّدٌ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَاَنْتَ الْمُسْتَعَانُ وَعَلَیْکَ الْبَلَاغُ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللہِ[۷]

یہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی تیرہ سالہ مکی اور دس سالہ مدنی دعاؤں کا مجموعہ ہے۔ اس دعا کو مانگنے سے ان شاء اللہ تعالیٰ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی مانگی ہوئی ساری دعائیں آپ کو بھی مل جائیں گی۔

اللہ تعالیٰ کی قدرت کے مظاہر

تو آج میں نے آپ لوگوں کو یہاں اس لیے بلایا ہے کہ ایک تو سمندر دیکھتا ہوں مگر جب تک خالقِ سمندر کے گیت نہ گائے جائیں وہ ناظرِ سمندر قلندر نہیں ہو سکتا ورنہ اسی سمندر کے کنارے کتنے لوگ ننگے لیٹے ہوئے سن باتھ کر رہے ہیں، شراب پی رہے ہیں اور زنا کر رہے ہیں، یہ کیا جانیں خالقِ سمندر کو۔ یہ وہ مخلوق ہے جو مخلوق کی غلام بنی ہوئی ہے، جب مریں گے تب ان کو پتہ چلے گا کہ ہم کس کام کے لیے دنیا میں بھیجے گئے تھے۔ اللہ کے خاص بندے سمندر کو دیکھتے ہیں تو خالقِ سمندر کی عظمت کو پہچانتے ہیں۔

علامہ آلوسی رحمۃ اللہ علیہ اپنی تفسیر روح المعانی میں قرآن پاک کی آیت مَرَجَ الْبَحْرَیْنِ یَلْتَقِیٰنِ بَیْنَھُمَا بَرْزَخٌ لَّا یَبْغِیٰنِ[۸] کی تفسیر لکھ رہے ہیں کہ پورے عالم میں جہاں جہاں دریا سمندر میں ملتا ہے تو دریا کا پانی میٹھا ہوتا ہے اور سمندر کا پانی نمکین ہوتا ہے، تو

---

۷ جامع الترمذی: ۲/۱۹۲، باب اَللّٰھُمَّ اِنَّا نَسْئَلُکَ مِنْ خَیْرِ مَا سَأَلَکَ من ابواب الدعوات، ایچ ایم سعید

۸ الرحمٰن: ۱۹-۲۰

جہاں یہ دونوں ملتے ہیں مجال نہیں کہ دریا کے پانی کی مٹھاس بال برابر آگے بڑھ جائے یا سمندر کے پانی کا نمک بال برابر ادھر آجائے۔ میں نے خود دیکھا ہے کہ الٰہ آباد میں گنگا اور جمنا کا سنگم ہوتا ہے، گنگا کا پانی سفید اور جمنا کا ہرے رنگ کا ہے لیکن مجال نہیں کہ اس کا ہرا پن ایک ذرّہ، ایک اعشاریہ ادھر داخل ہوجائے اور اس کی سفیدی ایک اعشاریہ ایک بال کے برابر اس میں آجائے، دونوں کے بیچ میں جیسے ایک دھاگہ سا ہے۔ واہ کیا شان ہے مالک کی! جب میں وہاں طبّیہ کالج میں طب کی تعلیم حاصل کررہا تھا تو میں نے کشتی میں بیٹھ کر یہ پورا منظر دیکھا تھا۔ ایسے ہی جہاں سمندر کا نمکین اور دریا کا میٹھا پانی آپس میں ملتے ہیں وہاں آپ دیکھیں گے کہ ایک دھاگہ سا واضح نظر آئے گا، ایک نمایاں امتیازی دھاگہ جیسے پتلی لکیر ہو۔

علامہ آلوسی فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے سمندر کو نمکین کیوں بنایا اور دریاؤں کو میٹھا کیوں رکھا؟ اس کا راز ایک مفسرِ عظیم لکھ رہا ہے کہ یہ سمندر ساکن ہے، اپنی حدود ہی میں لہریں مار رہا ہے، آگے نہیں بڑھتا ہے، اگر کوئی اپنی حدود میں کودے پھاندے، اُچھلے مچلے تو اس کا نام تجاوز نہیں ہے، وہ اپنی ہی جگہ پر ہے، اپنی حدودِ سکونت میں وہ ساکن ہے لیکن دریا اپنی جگہ چھوڑ کر آگے بڑھ رہا ہے جبکہ سمندر ایک ہی جگہ پر رہتا ہے ؎

تمام عمر تڑپنا ہے موجِ مضطر کو
کہ اُس کا رقص پسند آگیا سمندر کو

علامہ آلوسی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے تحریر فرمایا کہ سمندر میں تقریباً پچاس فیصد نمک ہے، چوں کہ سمندر کا پانی اپنی ہی جگہ پر رہتا ہے اس لیے نمک المضاعف کردیا یعنی نمک زیادہ کردیا تاکہ سمندر کا پانی اس اشتدادِ ملح کی وجہ سے سڑے نہیں،[۹] اس میں انفیکشن پیدا نہ ہو، بدبو نہ آئے، اگر اللہ تعالیٰ اس میں اتنا نمک نہ ڈالتا تو ساحلی علاقے ماریشس ہو، بمبئی ہو، مدراس ہو، کراچی ہو سب سڑجاتے اور سینکڑوں میل دور تک بدبو جاتی۔ اللہ تعالیٰ نے اس میں نمک ڈال کر خود اس مخلوق کو حیات بخشی جو مَا فِی الْبَحْرِ ہے یعنی مچھلیوں وغیرہ کو زندگی بخشی، کیوں کہ اگر سمندر میں زہریلا مادّہ پیدا ہوجاتا تو سب سمندری مخلوق مرجاتی۔ اور جو لوگ سمندر کے کنارے پر رہتے

۹ روح المعانی: ۱۹/۳۴، الفرقان (۵۳)، دار احیاء التراث، بیروت

ہیں اَلَّذِیْنَ یَسْکُنُوْنَ عَلٰی شَوَاطِیِ الْبَحْرِ ان کو اللہ نے مچھلی کی نعمت بخشی کہ مچھلی کھاؤ گے تو انفیکشن نہیں ہو گا، لہٰذا مچھلی کھاؤ اور میری گاؤ، چوں کہ سمندر کے زہریلے مادّے کو نمک نے ہلاک کر دیا ہے لہٰذا اب تم ہلاک نہیں ہو گے۔

ایک جگہ میں یہ ہی تقریر علماء کو سنا رہا تھا تو میں نے پوچھا کہ بھئی آپ لوگ سمجھ گئے یا اور وضاحت کروں؟ تو ایک عالم نے کہا اور وضاحت کیجیے۔ میں نے کہا کہ جب آپ لوگ قربانی کے زمانے میں چمڑا وصول کرتے ہیں تو اس کو نمک کیوں لگاتے ہیں؟ بس پھر ہنسنے لگے اور کہا جَزَاكَ اللهُ فِي الدَّارَيْنِ خَيْرًا۔ دیکھیے یہاں صدقات، خیرات اور عطیات سے یہ مضمون سمجھ میں نہ آتا جب تک چمڑات کی بات نہ کرو، چمڑات کی بات سنی اور کہا کہ واقعی ہم اس میں نمک لگاتے ہیں تاکہ سڑے نہیں۔ تو اللہ تعالیٰ نے سمندر کی کھال پر نمک لگا دیا تاکہ وہ سڑنے نہ پائے اور دریا میٹھا ہوتا ہے کیوں کہ وہ رواں ہوتا ہے، اس میں انفیکشن کا خطرہ نہیں ہے، سڑنے کا، تعفن کا، تسمم کا کوئی خطرہ نہیں ہے کیوں کہ دریا آج یہاں ہے کل وہاں ہے۔

صدقات تزکیۂ نفس میں معین ہوتے ہیں

ایک تبلیغی دوست نے کہا کہ اگر چلت پھرت رہے تو ہم سڑنے نہ پائیں گے، اگر اللہ کے راستہ میں حرکت کرتے رہیں گے تو ہماری خطائیں بھی معاف ہو جائیں گی ان شاء اللہ، صغائر نیکیوں سے اور کبائر توبہ کی توفیق سے معاف ہو جائیں گے۔ تو شیخ کو بھی چاہیے کہ اپنے مریدوں کو ان کے گھروں سے نکالے تاکہ ہجرت کا اجر ملے اور اللہ مل جائے اور اللہ کے راستہ میں مال بھی نکالے، مرید کو کہے کہ تم کچھ پیسہ بھی خرچ کرو کیوں کہ اس سے دل کا قبض دور ہوتا ہے، دل کی بندش، دل کے تالے کھل جاتے ہیں، صدقات کو تزکیۂ نفس میں بہت دخل ہے۔ قرآن پاک میں ہے خُذْ مِنْ اَمْوَالِهِمْ صَدَقَةً تُطَهِّرُهُمْ وَ تُزَكِّيْهِمْ بِهَا وَ صَلِّ عَلَيْهِمْ ؕ اِنَّ صَلٰوتَكَ سَكَنٌ لَّهُمْ ؕ وَ اللهُ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ اے محمد! (صلی اللہ علیہ وسلم) آپ لوگوں کے صدقات کو قبول فرمائیے اور اس کے ذریعے ان کو پاک فرمائیے اور ان کا تزکیہ فرمائیے۔ اور پھر آگے ارشاد فرمایا يَاْخُذُ الصَّدَقٰتِ[1] اللہ یہ صدقات خود لیتا ہے یعنی ہمارا نبی جو لے رہا

[1] التوبۃ:۱۰۳،۱۰۴

ہے اس کے ہاتھ کو میرا ہاتھ سمجھو لہٰذا اگر اللہ والے اللہ کے راستہ میں خرچ کرائیں تو سمجھ لو ہم اللہ تعالیٰ کو دے رہے ہیں۔

ان دونوں آیات میں غور کریں تو اللہ والوں کا تعلق اور ان کی قیمت اور ان کی شان معلوم ہوگی کہ اللہ نے ان کو اپنا نائب فرمایا ہے **تُطَهِّرُهُمْ** اے محمد! (صلی اللہ علیہ وسلم) اس صدقے کے ذریعہ آپ ان کو پاک کردیجیے۔ معلوم ہوا کہ مال خرچ کرنے میں اور دل پاک ہونے میں بڑی گہری دوستی اور رابطہ ہے۔ **وَتُزَكِّيْهِمْ بِهَا** اور تم کو تزکیہ بھی مل جائے گا۔ اب مولوی کیسے خرچ کرے؟ کوئی کہے کہ بھئی! مولوی کا کام تو چندہ لینا ہوتا ہے دینا نہیں۔ میرے شیخ حضرت مولانا شاہ ابرار الحق صاحب نے جامعہ اشرفیہ لاہور میں فرمایا کہ تم لوگ اگر دو تین ہزار روپے تنخواہ پاتے ہو تو اس میں سے اللہ کے راستہ میں دو روپے تو دے سکتے ہو۔ لہٰذا اپنا چندہ مدرسہ میں لکھوا دو ورنہ تم بھول جاؤ گے، کبھی دو گے کبھی بھول جاؤ گے، لہٰذا اپنے دو روپے مدرسہ میں مقرر کروا دو کہ ہر ماہ دیتے ہیں۔ اس مضمون کو سمجھانے والے نہیں ملتے، بتایئے! اگر ہر استاد اپنی تنخواہ سے ہر مہینے اللہ کے راستہ میں ایک روپیہ دے دے تو کیا غریب ہو جائے گا؟ اور قلیل کو قلیل مت سمجھو قلیل بعد القبول کثیر ہو جاتا ہے، اور کثیر بعدم القبول قلیل بھی نہیں رہتا۔

محبت خود ادب سِکھا دیتی ہے

ایک صحابی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا **اِذَا اَكَلْتُ اللَّحْمَ فَانْتَشَرْتُ**[۱۱] اور ترمذی کی روایت میں **اِذَا اَصَبْتُ اللَّحْمَ**[۱۲] کے الفاظ ہیں یعنی میں جب بھی گوشت کھاتا ہوں تو منتشر ہو جاتا ہوں۔ صحابی نے انتشار پورے جسم کے لیے کہا، حالاں کہ یہاں خاص حصہ مراد تھا، **اِنْتِشَارُ بَيْنَ الرِّجْلَيْنِ** مراد تھا۔ اونٹ چرانے والوں کی بلاغت اور مختصر المعانی دیکھو کہ اونٹ چرانے والوں کو اللہ تعالیٰ نے کیا بلاغت دی کہ کہہ رہے ہیں یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم **اِذَا اَكَلْتُ اللَّحْمَ فَانْتَشَرْتُ** میں جب بھی گوشت کھاتا ہوں تو منتشر ہو جاتا ہوں، تو کسی عضو کی طرف خاص طور سے اشارہ بھی نہیں کیا۔ کیا حیا، کیا

---

[۱۱] الدر المنثور: ۴۲۰/۵، المآئدۃ (۸۷)

[۱۲] جامع الترمذی: ۱۳۵/۲، باب تفسیر سورۃ المآئدۃ (۸۷)، ایچ ایم سعید

ادب ہے، یہ گویا اونٹ چرانے والوں کا مجازِ مرسل ہے، اور کیسا مجازِ مرسل ہے جو آدابِ رسالت سکھا رہا ہے، یہ عجیب مجازِ مرسل ہے جو رسول کا ادب سکھا رہا ہے۔ بتاؤ! کمالِ حیا ہے یا نہیں؟ آہ نکل جاتی ہے کہ صحبت اس کو کہتے ہیں۔ یہ فیضانِ نبوت کا اثر ہے۔ آج بھی جو اللہ والوں کے صحبت یافتہ ہیں آپ ان کے الفاظ میں، چلنے پھرنے میں، ہر بات میں ادب پائیں گے۔

مولانا شاہ محمد احمد صاحب پرتاب گڑھی اور مولانا شاہ ابرار الحق صاحب دونوں مکہ شریف میں ایک کمرے میں بیٹھے تھے، کچھ اور لوگ بھی تھے، میں بھی تھا، تو ایک صاحب نے مولانا ابرار الحق صاحب سے کہا کہ آپ کے ساتھ مولانا محمد احمد صاحب بھی آئے ہیں۔ حضرت نے جواب دیا کہ مولانا محمد احمد صاحب میرے ساتھ نہیں آئے، میں ان کے ساتھ آیا ہوں۔ دیکھا آپ نے ادب، یہ ادب باادب لوگوں سے ملتا ہے، اسے کتابوں سے نہیں پاؤ گے۔

اخلاص بھی اہل اللہ کی صحبت سے پیدا ہوتا ہے

کتاب اللہ جتنی ضروری ہے اس سے زیادہ رِجالُ اللہ ضروری ہیں کیوں کہ بہت سے رِجالُ اللہ یعنی رسول آئے جن کے پاس کتاب اللہ نہیں تھی اور انہوں نے سابقین کی کتابوں سے تربیت کی، ہر رسول صاحبِ کتاب نہیں تھا، تو معلوم ہوا کہ رِجالُ اللہ زیادہ اہم ہیں، رِجالُ اللہ ہی کتاب اللہ سمجھاتے ہیں ورنہ کتاب صرف پیٹ کے لیے ہوگی، علم برائے پیٹ ہوگا۔

ایسے لوگ آئینے میں دیکھ کر تقریر کرنے کی مشق کرتے ہیں، پہلے آئینے میں دیکھ کر پگڑی باندھتے ہیں، پھر جھوم جھوم کر تقریر کرکے اس میں دیکھتے ہیں کہ میری کس ایکٹنگ سے زیادہ واہ واہ ملے گی، مرحبا اور نعرۂ تکبیر بلند ہوگا اور بعد میں پھر لاؤ لاؤ ہوگا۔ حیدر آباد سندھ میں ایک عالم نے تقریر کی، پوری صحاح ستہ کی کتابیں منبر پر رکھی ہوئی ہیں، بخاری شریف، مسلم شریف، ترمذی وغیرہ سب لاکر رکھ دیں اور ایسی جوشیلی تقریر کی کہ میں نے کہا اللہ اکبر! چھ کتابیں رکھی ہوئی ہیں اور زبان سے فرفر حدیثیں پڑھ رہا ہے، لیکن آخر میں اس نے کہا کہ میرے طلبہ آسمان کے نیچے لیٹے ہوئے ہیں، ہم کو چھت کے لیے پیسہ چاہیے، اگر نہیں دوگے تو میں خودکشی کرلوں گا۔ ایک تاجر نے کہا کہ خودکشی کی زیادہ زحمت نہ کرو، ابھی ریل آنے والی ہے اس کی پٹڑی پر جاکر لیٹ جاؤ۔

(ایک صاحب مجلس میں دور بیٹھے تو حضرت والا نے ان سے ارشاد فرمایا کہ) جب شیخ کی مجلس میں آؤ تو شیخ کے قریب بیٹھا کرو، جب بیٹھو تو دیکھو کہ کون سی جگہ شیخ کے قریب تر ہے وہاں بیٹھو، قریب جگہ ہوتے ہوئے دور بیٹھنا ناشکری ہے، جب بادشاہ ہاتھ بڑھائے تو پیر چومنا ناشکری ہے ؎

دست بوسی چوں رسد از فضل شاہ
پائے بوسی آں زماں باشد گناہ

جب بادشاہ اپنا ہاتھ بڑھائے تو اس وقت اگر کوئی ہاتھ کو چھوڑ کر اس کا پیر چومتا ہے تو اس وقت پیر چومنا گناہ ہے۔ لہٰذا جب جگہ ہو تو قریب بیٹھا کرو۔

صحبتِ اہل اللہ کا اثر

اس وقت سمندر سامنے ہے، آپ کو صاف ہوا مل رہی ہے، چاہے آپ ارادہ کریں یا نہ کریں، اگر آپ کا ارادہ نہ ہو، نیت بھی نہ ہو کہ میں آج سمندر کی صاف ہوا حاصل کروں گا، کوئی شخص نیت نہ کرے تو بھی بلانیت یہ ہوا پھیپھڑوں میں داخل ہوگی۔ اسی طرح جو لوگ چوبیس گھنٹے اللہ والوں کے پاس رہتے ہیں تو اللہ والوں کے انفاسِ ولایت اور خوشبوئے ولایت ان کے پاس رہنے والوں کی سانسوں میں داخل ہو کر ان کے دلوں تک پہنچتی رہتی ہے۔ اس لیے عارفین کے پاس، اہل اللہ کے پاس اگر کوئی رات بھر سوتا بھی رہے تو بھی ایمان پاتا رہے گا، صبح جب اٹھے گا تو اپنے قلب میں ایمان کو ترقی یافتہ دیکھے گا، جیسے رات کی رانی کے نیچے رات بھر سوتے رہو تو صبح اس کی خوشبو سے آپ کا دماغ تر و تازہ ہو گا۔ خانقاہوں میں اگر کوئی تہجد نہ بھی پڑھے، رات بھر سوتا رہے لیکن ان شاء اللہ صبح کو صالحین کی سانسوں کے انواراتِ الٰہیہ سے وہ اپنے قلب کو تاباں پائے گا۔ جو اللہ کی یاد میں روتا ہے اس کی آنکھوں کو اللہ تعالیٰ ایسی تابانی دیتا ہے کہ کسی کو اس کی نظر سے نظر ملانے کی تاب نہیں رہتی ؎

تابِ نظر نہیں تھی کسی شیخ و شاب میں
ان کی جھلک بھی تھی مری چشم پر آب میں

تکبر سے محفوظ رہنے کا نسخہ

کوئی شخص کسی کو کم تر نہ سمجھے، نہ اپنے کو کسی سے بہتر سمجھے کیوں کہ قیامت میں فیصلہ اللہ کے ہاتھ میں ہے، غلام کی نالائقی ہے کہ وہ اپنے کو کچھ سمجھتا ہے کہ میں اتنا بڑا مفسر ہوں یا میرے اتنے ماننے والے ہیں، یہ سب کچھ نہیں ہے، اصل فیصلہ میدانِ محشر میں ہوگا، اس مراقبہ سے اللہ تعالیٰ آپ سے خوش رہے گا۔ اسی طرح اگر کسی عالم نے اپنے کو اچھا سمجھا اور غیر علماء کو اپنے سے کم تر سمجھا کہ یہ سب جاہل لوگ بیٹھے ہیں تو آپ اپنی نظر میں تو اچھے ہیں لیکن اللہ کی نظر میں برے ہیں۔ جب بندہ اپنی نظر میں برا ہوتا ہے تو اللہ تعالیٰ کی نظر میں بھلا ہوتا ہے اور جو اپنی نظر میں بھلا ہوتا ہے اللہ کی نظر میں برا ہوتا ہے، لہٰذا اپنے کو مٹا کر رہو۔ اللہ کو تکبر اتنا ناپسند ہے کہ بندہ چاہے کروڑوں حج و عمرے اور کروڑوں نیک کام کرلے لیکن اگر دل میں ذرّہ برابر بڑائی ہوگی تو اس کو جنت میں داخل ہونا نصیب نہیں ہوگا، وہ جنت کی خوشبو بھی نہیں پائے گا۔ تکبر روحانی ایٹم بم ہے جیسے جاپان میں ہیروشیما ہے جہاں ایٹم بم گرا تھا وہاں قیامت تک گھاس نہیں اُگے گی اسی طرح تکبر بھی بہت خطرناک ایٹم بم ہے، اس ایٹم بم سے بچنے کے لیے بم ڈسپوزل اسکواڈ کے پاس جاؤ اور وہ ہے شیخ، اس کے پاس رہو، ان شاء اللہ آہستہ آہستہ اس کی صحبت کی برکت سے تکبر کے جراثیم خود ہی مر جائیں گے، بے ہوش تو پہلی ہی ملاقات سے ہوجائیں گے لیکن مریں گے ذرا دیر سے۔ اللہ والوں کی پہلی ہی نظر اور پہلی ہی ملاقات سے تکبر کے جراثیم بے ہوش ہوجاتے ہیں پھر آہستہ آہستہ مر جاتے ہیں، لیکن یہ بھی کیا کم نفع ہے کہ پہلی ہی ملاقات میں وہ بے ہوش ہوجائیں۔

سید سلیمان ندوی رحمۃ اللہ علیہ کو اپنے علم کا بڑا پندار تھا، مولانا مسعود علی ندوی ان کے اسسٹنٹ تھے، اعظم گڑھ کی شبلی منزل میں بیٹھ کر وہ بڑا مذاق اڑاتے تھے کہ تھانہ بھون میں ایسا کیا ہے کہ جس کو دیکھو بھاگا جارہا ہے اور پھر قہقہہ بھی لگتا تھا۔ اللہ کی شان کہ مولانا ظفر احمد عثمانی رحمۃ اللہ علیہ نے سید سلیمان ندوی رحمۃ اللہ علیہ کو خط لکھا ؎

قال را بگزار مردِ حال شو
پیشِ مردِ کاملے پامال شو

شاہ عبد الغنی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے اس شعر کی شرح مجھ کو بتائی کہ پیشِ مردِ کاملے پامال شو کے معنی ہیں کہ جب کوئی اللہ والا پیر و مرشد مل جائے تو تم اس کے سامنے اپنے کو پامال کر دو، پامال فارسی کا لفظ ہے، ''پا'' کا مطلب ہے پاؤں اور ''مال'' کا مصدر مالیدن ہے یعنی مسلنا، اسی سے مالیدہ ہے جسے لوگ کھاتے ہیں، روٹی کو ٹکڑے کر کے، گھی چینی ملا کر ہاتھوں سے مَسلتے ہیں، اسے ملیدہ یا مالیدہ کہتے ہیں۔ تو شیخ کے سامنے تم ملیدہ بن جاؤ اور پامال یعنی اپنے کو شیخ کے پاؤں سے رگڑواؤ تو جیسے ملیدہ مزے دار ہوتا ہے تو یہ مرید بھی مزے دار ہو جاتا ہے اور خود بھی اپنا ملیدہ کھاتا ہے، یہ نہیں کہ اپنے ملیدے سے محروم رہتا ہے، اپنا ملیدہ خود بھی کھاتا ہے اور دوسرے بھی اس کا ملیدہ کھا کر مست ہوتے ہیں۔

بس یہ شعر پڑھتے ہی سید سلیمان ندوی صاحب تھانہ بھون پہنچ گئے، اور چھپ کر گئے، مولانا مسعود علی ندوی کو بھی نہیں بتایا کیوں کہ جب دو آدمی کسی شخص پر تبصرہ کر رہے ہوں تو ایک آدمی کو شرم آتی ہے کہ میں اسے کس منہ سے دعوت دوں، لہٰذا چھپ کر گئے۔ ادھر اللہ تعالیٰ نے مولانا مسعود علی صاحب کے دل میں بھی ڈال دیا، وہ بھی چھپ کر گئے کہ سید صاحب کو پتہ نہ چلے کہ میں تھانہ بھون جا رہا ہوں۔ دونوں ایک دوسرے سے چھپ کر گئے مگر خانقاہ میں ایک دوسرے سے ملاقات ہو گئی اور دونوں ایک دوسرے کو دیکھ کر حیران رہ گئے۔ حکیم الامت کی پہلی مجلس ظہر سے عصر تک ہوتی تھی۔ جب علامہ سید سلیمان ندوی رحمۃ اللہ علیہ نے پہلی مجلس پائی تو ایک ستون کے پاس کھڑے ہو کر رونے لگے اور یہ شعر پڑھا ؎

جانے کس انداز سے تقریر کی
پھر نہ پیدا شبۂ باطل ہوا

آج ہی پایا مزہ قرآں میں
جیسے قرآں آج ہی نازل ہوا

چھوڑ کر درس و تدریس و مدرسہ
شیخ بھی رِندوں میں اب شامل ہوا

اور اللہ اللہ کے جس ذکر کو مذاق کہہ رہے تھے کہ یہ کہیں سے ثابت ہی نہیں ہے، اب جب ذِکر شروع کیا تو فرمایا ؎

نام لیتے ہی نشہ سا چھا گیا
ذِکر میں تاثیرِ دورِ جام ہے

اور جب تہجد پڑھی تو فرمایا کہ ؎

وعدہ آنے کا شبِ آخر میں ہے
صبح ہی سے انتظارِ شام ہے

اور پھر حضرت تھانوی کی جس ذاتِ گرامی سے نفرت تھی اس کے بارے میں فرماتے ہیں ؎

جی بھر کے دیکھ لو یہ جمالِ جہاں افروز
پھر یہ جمالِ نور دکھایا نہ جائے گا

چاہا خدا نے تو تیری محفل کا ہر چراغ
جلتا رہے گا یوں ہی بجھایا نہ جائے گا

حکیم الامت کی شانِ تجدید

حکیم الامت رحمۃ اللہ علیہ اپنے وقت کے مجدد تھے۔ میرے شیخ شاہ عبدالغنی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے مجھ سے فرمایا کہ میں نے تنہائی میں حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ سے پوچھا کہ حضرت! لوگ آپ کو مجدد کہتے ہیں اس کی کیا حقیقت ہے؟ مجھے بتا دیجیے۔ میرے شیخ حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ سے سات سال ہی چھوٹے تھے اور حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ مولانا عبدالغنی پھولپوری رحمۃ اللہ علیہ سے بہت زیادہ محبت کرتے تھے۔ تو حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ ایک اونٹنی کے بچے نے اپنی ماں سے پوچھا کہ پدمنی کسے کہتے ہیں؟ اونٹنی نے کہا کہ چپ ایسا سوال مت کر، لوگوں کا خیال میری ہی طرف ہے کہ میں ہی پدمنی ہوں۔ تو میرے شیخ نے پوچھا کہ حضرت! ابھی بھی سمجھ میں نہیں آیا، صاف صاف بتا دیجیے ؎

ناز را روئے بباید ہمچو وَرد
چوں نداری گِردِ بد خوئی مگرد

حُسن پر ناز کرنے کے لیے پھول جیسا چہرہ چاہیے، اگر تمہارے پاس ایسا چہرہ نہیں ہے تو ناز و انداز کی بدمزاجی کے قریب بھی نہ جاؤ۔ تو حضرت نے فرمایا کہ بھئی! میرا ابھی یہی خیال ہے کہ اللہ تعالیٰ نے مجھ سے اتنا کام لیا ہے کہ کئی سو برس تک جو بھی مجدد ہوگا میری ہی تعلیمات سے لوگوں کی اصلاح کرے گا۔

اصلی اہلِ وفا کون ہیں؟

دوستو! ابھی ایک ڈش باقی ہے، اب جو ڈش پیش کروں گا آپ سب لوگ اس کو اپنی اپنی ڈائری میں نوٹ کرلینا لیکن پہلے غور سے سن لو کہ اصلی مرید کون ہے؟ جو یُرِیْدُوْنَ وَجْهَهٗ[13] کے دائرے کا فرد ہو، جس کے قلب میں ہر وقت اللہ تعالیٰ کی ذات مراد ہو، یہ اصلی مرید ہے۔ یَبْتَغُوْنَ فَضْلًا مِّنَ اللّٰهِ وَرِضْوَانًا[14] جو اللہ کے فضل اور اس کی خوشنودی کو ڈھونڈتے رہتے ہیں، اِبْتِغَاءٌ کے معنی ہیں ڈھونڈتے رہنا، جیسے کوئی سونگھتا ہے کہ کہیں گلاب کا پھول تو نہیں ہے، تو خلاقِ گل اور خالقِ گلستان سے بڑھ کر کون سا پھول ہوگا جو ہمیشہ تازہ دم ہے، ہمیشہ تازہ رہے گا جب کہ دنیا کے سارے پھول مرجھانے والے ہیں۔ لیکن اللہ کی محبت کا یہ دردِ دل ملتا کیسے ہے؟

ہم نے لیا ہے دردِ دل کھو کے بہارِ زندگی
اِک گلِ تر کے واسطے میں نے چمن لٹا دیا

سڑکوں کی ٹیڈیوں سے، کالیوں گوریوں سے سب سے نظر بچائی تاکہ مجھے وہ پھول مل جائے جو کبھی نہیں مرجھائے گا، ان حسینوں پر تو ایک دن بڑھاپا آجائے گا۔ ایک آدمی اپنی معشوقہ کے تبسم سے بے ہوش ہوگیا۔ یہ ایک فیچر ہے، اس کا نام مفروضہ ہے، کہیں آپ لوگ پوچھیں کہ کہاں بے ہوش ہوا تھا؟ کیسے ہوا تھا؟ وہ کون تھا؟ میں تو فرض کر رہا ہوں، کوئی بات سمجھانے

---

[13] الکھف:۲۸

[14] الفتح:۲۹

کے لیے مفروضہ کرنا جائز ہے، اگر کوئی ٹیچر اخلاص سے اپنے پھٹیچر دوستوں کو کچھ سکھارہا ہو۔ اب آپ کہیں گے کہ ہمیں پھٹیچر بنادیا، تو شیخ کو حق ہے کہ وہ کبر توڑنے کے لیے مرید کو جو چاہے کہے، اگر آپ میرے کہنے سے ناراض ہیں تو مجھ سے مرید کیوں ہوئے؟ جب اُوکھلی میں دیا سر تو موسلوں کا کیا ڈر، کسان موسل میں چاول کوٹتے ہیں تب چاول کا چھلکا الگ ہوتا ہے تو جب چاول اوکھلی میں آگیا اب موسل پڑرہے ہیں تاکہ ان کا بھوسہ نکل جائے، کسان موسل مارمار کر چاول کی قیمت بڑھارہاہے اور شیخ آپ کی قیمت بڑھارہاہے۔

تو وہ مفروضہ یہ ہے کہ جب اس شخص کی معشوقہ بڈھی ہوگئی، سب دانت ٹوٹ گئے اور مصنوعی دانت بھی نہیں بنوائے کیوں کہ دیہات کی تھی جہاں کوئی ڈاکٹر نہیں تھا۔ عاشق پردیس گیا ہوا تھا، جب آیا تو دیکھا کہ میری معشوقہ کے دانت نہیں ہیں، پھر اس معشوقہ نے عاشق کو پرانی یاد کے طور پر اپنا تبسم دکھایا تو بجائے بے ہوش ہونے کے اس کو اتنا غصہ آیا کہ بولا تُو تو بندریا لگ رہی ہے۔ ایسی بگڑنے والی شکلوں پر کیا مرتے ہو، محروم القسمت مت بنو، جو مولیٰ کو چھوڑ کر لیلیٰ پر مرتا ہے اس کی قسمت صحیح نہیں ہے، سخت بدنصیبی ہے، سخت شقاوت ہے، سخت محرومی ہے، انتہائی لاس (Loss) اور خسارہ ہے کیوں کہ جس کا جغرافیہ بدلنے والا ہو اس پر کیا مرتے ہو۔ اس پر میرے اشعار ہیں، میں نے بہت دردِ دل سے یہ اشعار کہے ہیں ؎

حسینوں کا جغرافیہ میؔر بدلا
کہاں جاؤ گے اپنی تاریخ لے کر
یہ عالم نہ ہوگا تو پھر کیا کرو گے
زحل، مشتری اور مریخ لے کر

اصلی مرید کون ہے، اللہ کا اصلی عاشق کون ہے اور اللہ کا اصلی باوفا بندہ کون ہے؟ جو ہر وقت اللہ کی ذات کو اپنا مراد بنائے اور اللہ کی خوشنودی کو ڈھونڈتا رہے **یَبۡتَغُوۡنَ فَضۡلًا مِّنَ اللّٰہِ وَ رِضۡوَانًا** جو اللہ کی جانب سے **فَضۡلًا مِّنَ اللّٰہِ** کی قید میں ہو، وہ دنیا والوں کی مہربانی نہیں ڈھونڈتا، اللہ کے فیض کو ڈھونڈتا ہے، **وَ رِضۡوَانًا** اور اللہ کی خوشی کو ڈھونڈتا ہے کہ میرا اللہ کس بات سے خوش ہوگا۔ تو جو اتنا اہتمام کرے گا کہ میرا اللہ کس بات سے خوش ہوگا وہ

اس کا قضیہ عکس بھی کرے گا اور جس بات سے اللہ ناخوش ہوتا ہے جان کی بازی لگا کر اس سے احتیاط کرے گا۔ جو بندہ اللہ کی خوشنودی حاصل کرنے کا اہتمام کرے گا کیا وہ اللہ کی ناخوشنودی سے بچنے کا اہتمام نہیں کرے گا؟ اِن ہی کو اہلِ وفا کہتے ہیں۔ اگر قربانی کے بکرے کو صحیح طریقے سے پالنا ہے تو اس کو اچھی اچھی گھاس کھلاؤ مگر زہر نہ کھلاؤ، اگر اپنے قلب اور قالب کو اللہ کے حضور قربانی کے لیے پیش کرنا ہے تو اللہ کی عبادت بھی کرو اور اللہ کی نافرمانی بھی نہ کرو۔

اصلی اہلِ وفا کی تعریف کیا ہے کہ جس کے قلب میں ہر وقت اللہ تعالیٰ کی ذات مراد ہو۔ اور اس کی دلیل کیا ہے؟ یُرِیۡدُوۡنَ وَجۡهَهٗ، یہ آیت صحابہ کی شان میں نازل ہوئی ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ دنیا والو! بطفیل فیضانِ صحبتِ نبوت آج صحابہ کا یہ مقام ہے کہ ان کے قلب میں ہر وقت اللہ مراد ہے، چاہے وہ یَمۡشِیۡ فِی الۡاَسۡوَاقِ ہوں، چاہے یَاۡکُلُ الطَّعَامَ ہوں، وہ جتنے بھی کام کرتے ہیں میں ان کے دل میں ہر وقت مراد رہتا ہوں، وہ کھاتے ہیں میرے لیے، سوتے ہیں میرے لیے، دیکھتے ہیں میرے لیے، چلتے ہیں میرے لیے، ہر حرکت وسکون میں میں ان کے دل میں مراد ہوں، وہ فی الحال بھی اور آیندہ بھی وفاداری کا عہد رکھتے ہیں کہ میں اللہ کو ناراض کرکے کبھی اپنے قلب میں، اپنے نفس میں حرام خوشی نہیں آنے دوں گا، مر جاؤں گا لیکن اپنے مالک کو ناراض نہیں کروں گا، اگر گناہ نہ کرنے سے اور حسینوں کو نہ دیکھنے سے جان بھی چلی جائے گی تو ہم اسے لَبَّیۡكَ کہیں گے۔ یااللہ! میں آپ کے یَغُضُّوۡا مِنۡ اَبۡصَارِهِمۡ یعنی نظر بچانے کے حکم پر لَبَّیۡكَ کہتا ہوں اور اپنی جان بھی فدا کرتا ہوں کہ یہ آپ کا بڑا پیارا حکم ہے، اس میں ہمارے دل کو تو غم ہے لیکن آپ کی مخلوق کا احترام ہے اور میرا بھی اکرام ہے کیوں کہ نظر بازی کے بعد ذلت کا خطرہ ہے، جب کوئی داڑھی رکھ کر اور گول ٹوپی پہن کر کسی عورت کو دیکھتا ہے تو وہ عورت بھی دل میں گالیاں دیتی ہے۔ ایک داڑھی والے نے مجھے بتایا کہ کانپور میں ایک پتلی گلی میں دو عورتیں باتیں کررہی تھیں، ایک عورت مجھے اچھی لگی تو میں اسے دیکھنے لگا تو دوسری عورت نے اس سے کہا کہ اے بہن! تجھ کو ایک مُلّا دیکھتا جارہا تھا۔ اس نے کہا لَعۡنَةُ اللهِ عَلَيۡهِ اللہ اس پر لعنت فرمائے، بہت ہی خبیث آدمی تھا، یہ مُلّا نہیں تھا شیطان تھا۔

عاقبت متقیوں کے ہاتھ ہے

اس نظر بازی سے دنیا میں بھی عزت نہیں ملتی، عزت تقویٰ سے ملتی ہے۔ دنیا دار کتنی ہی شراب پی لیں، زِنا کرلیں مگر ان کی عاقبت خراب ہے، ان کا انجام اچھا نہیں ہے ؎

جان دے دی میں نے ان کے نام پر
عشق نے سوچا نہ کچھ انجام پر

اب اگر کوئی کہے کہ صاحب! عشق سوچتا کیوں نہیں ہے؟ کیوں کہ اللہ تعالیٰ نے ہمیں بشارت دے دی وَالْعَاقِبَةُ لِلْمُتَّقِيْنَ عاقبت تو اللہ نے ان کے ہاتھ میں دے دی جو تقویٰ سے رہتے ہیں، عاقبت ان ہی کی ہے، ان ہی کا انجام اچھا ہو گا، ہم اپنے اللہ کی اس بشارت پر ایمان لا کر اللہ پر فدا ہوتے ہیں۔ جو ابھی تقویٰ سیکھنا شروع کررہا ہے وہ اس وقت سے ہی متقی ہو رہا ہے، تقویٰ سیکھنا بھی حکمِ تقویٰ میں داخل ہے کیوں کہ خطرۂ لقوہ سے بچ رہا ہے۔

تو دل میں ہر وقت خدا مراد ہو، جب کوئی کسی لڑکی کو دیکھتا ہے، ایئر ہوسٹس کو یا سڑکوں پر کسی کو یا ایک ذرّہ حرام نمک چراتا ہے، ہم یہ نہیں کہتے کہ ہر وقت دیکھتا ہے، کبھی تھوڑا سا گوشۂ چشم سے اِدھر اُدھر نظر مار دیتا ہے ؎

گوشۂ چشم سے بھی اُن کو نہ دیکھا کرنا

یہ میرا شعر ہے گوشۂ چشم یعنی کن انکھیوں سے، آنکھوں کے کونے سے دیکھنا۔ تو جو گوشۂ چشم سے کسی حسین کو دیکھتا ہے تو یہ بتاؤ کیا اس وقت یہ شخص يُرِيْدُوْنَ وَجْهَهٗ ہے؟ جب کوئی سالک یا صوفی یا مولوی کسی عورت یا ایئر ہوسٹس سے آنکھیں ملا کر کہتا ہے کہ دیکھو چائے ذرا کڑک رکھنا، دودھ کم ڈالنا۔ تو اس وقت جب اس کی نظر حرام ہو رہی ہے اور غیر اللہ پر پڑ رہی ہے اور وہ حسینوں کے چہروں کا نمک چرا رہا ہے تو اس وقت اللہ اس کے قلب میں مراد نہیں ہے، یہ يُرِيْدُوْنَ کے دائرۂ اہلِ وفا سے خارج ہو گیا۔ اللہ کے وفادار عاشقوں کے دائرے سے اس کا خروج ہو گیا، اس کو پتہ بھی نہیں کہ ہم کیا کررہے ہیں، اسے نہیں معلوم کہ ہماری نظر کو اللہ بھی دیکھ رہا ہے کہ اس نے کتنے اعشاریہ حرام نمک چکھا ہے، اللہ کے یہاں سب ٹیسٹ

ہو گیا، سب نوٹ ہو گیا کہ اس نے اتنے فیصد حرام نمک چکھ لیا، جس دن مولیٰ کا قرب ملے گا اس دن پتہ چلے گا کہ مخلوق کا نمک کیا چیز ہے۔

اللہ کی ناخوشی میں بندوں کی کوئی خوشی نہیں

ایسا کوئی کام نہ کرو جس سے اللہ تعالیٰ ناخوش ہوں چاہے اس میں کتنی ہی خوشی ہو، اللہ کی نافرمانی جائز نہیں ہے چاہے اس میں ایک کروڑ رین کا فائدہ ہو، لات مار دو اس پر، اس ایک کروڑ رین پر پیشاب کرنا بھی جائز نہیں ہے۔ میرے شیخ سے ایک صاحب نے کہا کہ میں آپ کو دوبارہ ہندوستانی بنا دیتا ہوں، آپ ہندوستان چلیے، وہاں میرے وزیروں سے تعلقات ہیں۔ حضرت نے فرمایا کہ جب تک ہندوستان فتح نہیں ہو گا اور دہلی پر مسلمانوں کا جھنڈا نہیں لہرائے گا میں ہندوستان کی طرف منہ کر کے پیشاب کرنے کو بھی اپنی توہین سمجھتا ہوں، میں وہاں محکوم اور غلام بن کر نہیں جانا چاہتا، اللہ وہ دن دکھائے کہ فتح ہو پھر ہم فاتحانہ انداز میں چلیں گے۔ جب حضرت نے ہندوستان سے ہجرت فرما کر پاکستان میں قدم رکھا تھا تو فرمایا تھا کہ یہاں فاسق فاجر تو ہیں مگر کلمہ کا نور غالب ہے۔ اور جب ہم لوگ ایک مرتبہ بحری جہاز سے بمبئی گئے اور حضرت نے بمبئی میں قدم رکھا تو فرمایا کہ جیسے بھاڑ بھونا جاتا ہے تو دھوئیں کی وجہ سے ساری فضا سیاہ ہو جاتی ہے ایسے ہی یہاں کی فضا بھی سیاہ لگ رہی ہے۔

بہر حال ہم سب سمجھ لیں کہ اگر اللہ کی کسی نافرمانی اور ناخوشی کے عمل میں ہماری آنکھیں مشغول ہیں تو ہم اس وقت میں یُرِیْدُوْنَ وَجْھَہٗ نہیں ہیں کیوں کہ اس وقت غیر پر نظر ہے۔ بتائیے! عورتیں غیر اللہ ہیں یا نہیں؟ اور جو غیر اللہ پر نظر ڈالے گا تو اس کا کنکشن مغضوب اور ضالین سے ہے تو اگر تم نے اللہ کے علاوہ غیروں کو دیکھا تو یاد رکھو تم کو غضبِ الٰہی سے پالا پڑے گا اور گمراہ ہو جاؤ گے۔ اس لیے اللہ سے یہی کہو کہ اے اللہ! ہم آپ کو چھوڑ کر غیروں کو نہیں دیکھیں گے اور یہ شعر پڑھ لو؎

آپ آپ ہیں آپ سب کچھ ہیں
غیر غیر ہے غیر کچھ بھی نہیں

بس اولیائے صدیقین یعنی سب سے اونچے درجے کے اولیاء اللہ وہ لوگ ہیں جو ہر وقت، ہر سانس اللہ تعالیٰ کو اپنا مراد رکھتے ہیں، قلباً اور قالباً اللہ کو دل میں مراد رکھتے ہیں اور قالب سے ثبوت پیش کرتے ہیں کہ ہم اللہ کے ہیں، غیر کے نہیں ہیں، ہم ان حسینوں کو نہیں دیکھیں گے اور غیر اللہ سے اپنے کو محفوظ رکھنے میں جان کی بازی لگا دیں گے۔ نظر کی حفاظت کے لیے خالی قصدِ عدمِ نظر کافی نہیں ہے، جان کی بازی بھی لگاؤ ورنہ حسینوں کی شکل آپ کو اُلو بنادے گی، یہ ناقصاتِ عقل کامل عقل والوں کو تباہ کر دیتی ہیں۔ حدیث شریف میں ہے کہ یہ ہیں تو آدھی عقل کی مگر پوری عقل والوں کی عقل اڑانے میں ماہر ہیں۔ تو یہی لوگ حقیقی پاسِ انفاس والے ہیں کہ جن کو ہر سانس یہ ہی خیال ہے کہ کوئی سانس اللہ تعالیٰ کی ناراضگی میں نہ گزرے۔

پُر لطف حیات کا حصول

میں آج کل یہ مضمون بہت درد سے پیش کرتا ہوں تاکہ آپ لوگوں کی دعا مجھے بھی مل جائے کہ اے خدا! ہماری ایک سانس بھی اپنی نافرمانی میں، اپنی رحمت سے دوری میں نہ گزرنے دیجیے، ہماری وہ زندگی مبارک ہے جو آپ پر فدا ہو، وہ گھڑی مبارک ہے جو آپ پر فدا ہو، وہ آنسو مبارک ہیں جو آپ پر فدا ہوں، وہ غم مبارک ہے جو آپ پر فدا ہو، وہ خوشی مبارک ہے جو آپ پر فدا ہو اور وہ رین مبارک ہیں جو آپ پر فدا ہوں۔ اور جو پاسِ انفاس آج کل جاہل صوفیوں میں چل رہا ہے کہ ہر سانس میں تو لَآ اِلٰہَ ہے مگر آنکھوں سے غیر اللہ کو دیکھ رہے ہیں، زبان سے لَآ اِلٰہَ کہہ رہے ہیں اور آنکھوں سے غیر اللہ کو دیکھ رہے ہیں، دل میں بھی ان ہی کا تصور ہے، آواز چبا چبا کر ایئر ہوسٹس سے ''ٹی'' مانگ رہے ہیں اور ٹی ٹی سے بے خوف ہیں کہ غیب سے کوئی ٹی ٹی بھی مار دے گا۔ پاکستان میں پستول کی ایک قسم کو ٹی ٹی کہتے ہیں۔

تو دیکھو جینے کا مزہ یہ ہے کہ زندگی کی ہر سانس اللہ پر فدا ہو پھر یہ حیات پُر مزہ حیاتِ طیبہ کی مصداق ہوگی، اس پر ہر وقت ہزارہا جانوں کی بارش ہوگی، جو جان اللہ پر قربان رہتی ہے اس کی جان پر ہر وقت ہزارہا جانیں، غیر محدود جانیں برستی ہیں اور جو حرام مزے کے لیے اللہ کو ناراض کرتا ہے اس کی جان پر بے شمار موت برستی رہتی ہے۔ رومانٹک دنیا والوں کو دیکھ لو، سب آخر میں پاگل خانہ میں داخل ہو جاتے ہیں، راتوں کو نیند نہیں آتی، ویلیم فائیو کھاتے ہیں

پھر ویلیم ٹین کھاتے ہیں پھر ٹین بجاتے ہوئے پاگل خانہ میں اِنْ (In) ہو جاتے ہیں، پہلے بہت پِن پِن کرتے ہیں، پھر بعد میں اِنْ (In) ہوتے ہیں۔ اگر کسی ظالم کو دوزخ دیکھنی ہے تو وہ اللہ کی نافرمانی اور عشق بازی ہے۔ غیر اللہ سے دل لگانا گویا دوزخ کو یہیں بلالینا ہے اور اللہ پر فدا ہونا گویا جنت کو یہیں بلالینا ہے، جو خالقِ جنت پر فدا ہوتا ہے اس کی جنت یہیں ہے۔ اور جنت کیا چیز ہے، خالقِ جنت افضل ہے یا جنت؟ لٰہذا سوچ لو کہ جو اپنے اللہ کو خوش رکھتا ہے اس کے دل کی خوشی کا کیا عالم ہوگا۔

بتاؤ! آج کا مضمون نیا ہے یا نہیں؟ بس اللہ تعالیٰ ہمارے قلوب میں مراد بن جائیں۔ ایک مصرع یاد آگیا، جب انسان بری خوشی سے نامراد ہوتا ہے تب اللہ اس کے دل میں مراد ہوتا ہے، جب انسان اپنے دل کو حرام خوشی سے نامراد کرتا ہے تو ؎

دلِ نامراد میں وہ مراد بن کر آئے

یہ میرا مصرع ہے، جو اپنی بری خوشی کو نامراد کردے، اللہ اس کے قلب میں مراد بنتا ہے۔ اے اللہ! جس کرم سے آپ نے یہ علوم بخشے، اسی کرم سے ہمیں توفیقِ عمل بھی نصیب فرمادے اور ساری زندگی کی دعائیں قبول فرمالے اور جو نہیں مانگا بے مانگے دے دے، آمین۔

وَصَلَّى اللهُ تَعَالٰى عَلٰى خَيْرِ خَلْقِهٖ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِهٖ وَصَحْبِهٖ اَجْمَعِيْنَ

بِرَحْمَتِكَ يَا اَرْحَمَ الرّٰحِمِيْنَ

❁❁❁❁

دیدۂ اشک بارِیدہ

لذّتِ قربِ ندامت گریۂ زاری میں ہے
قرب کیا جانے جو دیدہ اشک باریدہ نہیں

جس کو استغفار کی توفیق حاصل ہوگئی
پھر نہیں جائز یہ کہنا کہ وہ بخشیدہ نہیں

اخترؔ

اس وعظ سے کامل نفع حاصل کرنے کے لیے یہ دستور العمل کیمیا اثر رکھتا ہے

دستور العمل

حکیم الامت مجدد الملت حضرت مولانا شاہ محمد اشرف علی صاحب تھانوی رحمۃ اللہ علیہ

وہ دستور العمل جو دل پر سے پردے اٹھاتا ہے، جس کے چند اجزاء ہیں، ایک تو کتابیں دیکھنا یا سننا۔ دوسرے مسائل دریافت کرتے رہنا۔ تیسرے اہل اللہ کے پاس آنا جانا اور اگر ان کی خدمت میں آمد و رفت نہ ہو سکے تو بجائے ان کی صحبت کے ایسے بزرگوں کی حکایات و ملفوظات ہی کا مطالعہ کرو یا سن لیا کرو اور اگر تھوڑی دیر ذکر اللہ بھی کر لیا کرو تو یہ اصلاحِ قلب میں بہت ہی معین ہے اور اسی ذکر کے وقت میں سے کچھ وقت محاسبہ کے لیے نکال لو جس میں اپنے نفس سے اس طرح باتیں کرو کہ:

> ”اے نفس! ایک دن دنیا سے جانا ہے۔ موت بھی آنے والی ہے۔ اُس وقت یہ سب مال و دولت یہیں رہ جائے گا۔ بیوی بچے سب تجھے چھوڑ دیں گے۔ اور اللہ تعالیٰ سے واسطہ پڑے گا۔ اگر تیرے پاس نیک اعمال زیادہ ہوئے تو بخشا جائے گا اور گناہ زیادہ ہوئے تو جہنم کا عذاب بھگتنا پڑے گا جو برداشت کے قابل نہیں ہے۔ اس لیے تو اپنے انجام کو سوچ اور آخرت کے لیے کچھ سامان کر۔ عمر بڑی قیمتی دولت ہے۔ اس کو فضول رائیگاں مت برباد کر۔ مرنے کے بعد تو اُس کی تمنا کرے گا کہ کاش! میں کچھ نیک عمل کر لوں جس سے مغفرت ہو جائے۔ مگر اس وقت تجھے یہ حسرت مفید نہ ہوگی۔ پس زندگی کو غنیمت سمجھ کر اس وقت اپنی مغفرت کا سامان کر لے۔“

❁❁❁❁

ایسا کون سا مسلمان ہوگا جو یہ نہیں چاہے گا کہ اس کو اللہ کا سچا عشق نصیب ہو جائے۔ اہلِ بصیرت لوگ اسی مقصد کے حصول کے لیے اللہ کے سچے عاشقوں کی صحبتوں اور ان کی نیک مجلسوں میں جاتے ہیں اور ان سے مرید ہوتے ہیں۔ لیکن اہم سوال یہ ہے کہ اللہ کا سچا عاشق اور اصلی مرید کون ہے؟ اور اس کی پہچان و علامات کیا ہیں؟

شیخ العرب والعجم عارف باللہ مجددِ زمانہ حضرت اقدس مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب رحمۃ اللہ علیہ اپنے وعظ ''علاماتِ عاشقانِ خدا'' میں ان ہی سوالات کا جواب دیتے ہوئے فرماتے ہیں کہ اللہ کا سچا عاشق اور اصلی مرید وہ ہے جو ہر وقت اللہ کی ذات کو اپنی مراد بنائے، ہر وقت اللہ کی خوشنودی کو ڈھونڈتا رہے کہ میرا اللہ کس بات سے خوش ہوگا اور کس بات سے ناراض ہوگا۔ ایسے ہی لوگوں کو اہلِ وفا کہتے ہیں۔ اگر اللہ کا سچا عاشق بننا چاہتے ہو تو اللہ کی عبادت بھی کرو اور اس کی نافرمانی سے بھی بچو۔

www.khanqah.org